ابتلا ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں مخالفانہ کاروائیاں اور جماعتی ردّعمل۔تعمیر بیوت الذکر، بیوت الحمد اور تحریک شدھی کے لئے مالی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جماعت احمدیہ جس ابتلا کے دور سے گزر رہی ہے یہ اس نوعیت کا ابتلا نہیں ہے کہ جس کا جلد کنارہ آجائے کیونکہ جتنے لمبے سفر ہوں اسی کی نسبت سے راہ کی مشکلیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ترقی کے جس دور میں جماعت احمدیہ داخل ہو رہی ہے اور اگلی صدی کی شاہراہ جن بلند تر اور عظیم تر منازل کی طرف جماعت احمدیہ کو بلا رہی ہے ان کے نتیجے میں کچھ ایسے بھی ہم پر ابتلا آرہے ہیں اور آئیں گے جن میں سے ترقی کے لئے قوموں کا گزرنا ایک تقدیر مبرم ہے اور آج تک کبھی کوئی مذہبی جماعت بھی ان مشکلات سے گزرے بغیر ترقی کی منازل طے نہیں کرسکی لیکن جتنا لمبا یہ ابتلا کا دور چل رہا ہے یا آگے چلے گا اسی کی نسبت سے خدا کے فضل ضرور نازل ہوں گے۔اس لئے جہاں ایک طرف نگاہ کر کے خوف پیدا ہوتا ہے وہاں دوسری طرف نظر کر کے حوصلے بڑھتے ہیں اور نئی امنگیں اور نئے ولولے پیدا ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جن کو پہاڑوں پر چڑھنے کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ دو طرف ہی نظریں جایا کرتی

ہیں یا ان گہری کھڈوں کی طرف جن میں ایک لحظہ کی غلطی بھی انسان کو اگر گرا دے تو اس کے جسم کے پرخچے اُڑ جائیں اور بسا اوقات بیچ میں سے چٹانیں ایسی ابھری ہوئی ہوتی ہیں کہ زمین کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے پہلے ہی انسان کے چیتھڑے اُڑ سکتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ بلند پہاڑیاں ہیں، بلند چوٹیاں ہیں جو ایک کے بعد دوسری ابھرتی چلی جاتی ہیں اور انسان جب ایک طرف نیچے کی طرف نگاہ کرتا ہے تو پھر بلندی کی طرف بھی دیکھتا ہے۔ وہ بلند پہاڑیاں اس کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیتی ہیں اور اس دعوت میں کتنی قوت ہوتی ہے کہ انسان تھکا ہارا بھی ہو، خواہ پاؤں دکھ رہے ہوں یا جسم کے عضو عضو میں تکلیف محسوس ہوتی ہو بلندی دکھائی دیتی ہے اس کے ساتھ ہی ایک حوصلہ بڑھتا ہے اور انسان یہ عزم کرتا ہے کہ اچھا جیسا بھی ہو میں اس چوٹی تک ضرور پہنچ جاؤں گا اور جب وہ اس چوٹی تک پہنچتا ہے تو اس سے آگے ایک اور چوٹی دکھائی دینے لگتی ہے اور جب پھر اس چوٹی تک پہنچتا ہے تو اس سے آگے ایک اور چوٹی دکھائی دینے لگتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔

دنیا کی رفعتوں میں تو کوئی سلسلہ بھی لامتناہی نہیں ہوا کرتا لیکن جہاں تک روحانی عظمتوں اور مذہبی رفعتوں کا تعلق ہے یقیناً یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ اس لئے دنیا کی چوٹیاں سر کرنے والے ایک اس بات پر تو ضرور امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اس چوٹی کے بعد اگر ایک اور بھی آئی اور ایک اور بھی آئی تو آخر اس سلسلے کا کوئی انجام ہوگا اور اس کے بعد اس بلندی پر بیٹھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی بلندیاں سر کی جاسکتی تھیں وہ سب ہم نے سر کرلیں لیکن ایک مذہبی ترقی کرنے والی جماعت یا روحانی ترقی کرنے والا فرد بلندیوں کی طرف سفر تو کرتا رہتا ہے خدا اسے نئی منازل سر کرنے کی توفیق بھی عطا فرماتا رہتا ہے لیکن اسکی سوچ میں یہ عنصر کبھی بھی داخل نہیں ہوا کہ یہ آخری چوٹی ہے جو ہم سر کرلیں گے اور اس کے بعد اطمینان سے بیٹھیں گے۔ اس لئے ساری زندگی جدو جہد ہے۔ زندگی کے آخری سانس تک مومن کا جہاد جاری رہتا ہے۔ موت کے بعد کیا ہے یہ ہم نہیں جانتے لیکن یہ ضرور اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ خدا جس نے یہ سلسلہ ترقیوں کا جاری فرمایا ہے اس نے موت کے بعد بھی کوئی سلسلہ ترقیوں کا ضرور جاری رکھا ہوگا ورنہ یہ ممکن نہیں کہ اتنے لمبے ترقیات کے دور سے انسان کو گزار کر خدا تعالیٰ کسی ایسے مقام پر کھڑا کر دے جہاں پھر لیٹ رہنا ہے اور کھانا کھانا ہے یا دودھ پینا ہے اور نظارے دیکھنے ہیں اور کوئی بھی کام نہیں کرنا، کوئی مزید بلندی نہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں اور

یقیناً یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ مرنے کے بعد بھی رفعتوں کی کوئی انتہا نہیں ہوگی بلکہ درجات انسان کے بڑھتے چلے جائیں گے اوران درجات کے لئے اسے روحانی رنگ میں کچھ نہ کچھ محنت بھی ضرور کرنی پڑے گی۔

اس تربیت کے مضمون کے متعلق ہمیں آنحضرت ﷺ کی حدیث سے علم ہوتا ہے کہ وہ بچے جو بلوغت تک پہنچنے سے پہلے جب پہلے سے ایک شریعت ان پر فرض ہوئی، فوت ہو جاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ان کی روحیں کی جاتی ہیں کہ وہ ترقیات جو اس دنیا میں نہیں کر سکے وہ ان کی طرف ان کو تربیت دے کر آگے بڑھائیں اوران کی نشو ونما کریں۔(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ جلد۲) تو اگر نشو ونما کا سلسلہ بچوں میں جاری ہے تو ہرگز بعید نہیں بلکہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ بڑوں میں بھی آئندہ ترقی کی راہیں کھلی رہیں گی۔ بہرحال بعد کی دنیا کے حالات تو بعد کی دنیا میں جانے کے بعد ہی حقیقی طور پر معلوم ہو سکتے ہیں لیکن قرآن کریم نے جو کھڑکیاں کھولی ہیں اس سے میں یہی اندازہ لگاتا ہوں کہ کوئی آخری ایسی آرام کی منزل نہیں ہے جس کے بعد جدوجہد ختم ہو جاتی ہے۔

پس اس دنیا میں تو جدوجہد ہماری زندگی کا ایک لازمہ ہے اور جیسا کے میں نے بیان کیا مذہبی دنیا میں تو Retirement کا کوئی تصور نہیں۔ اگر Retirement کا کوئی تصور ہوتا تو سب سے زیادہ نبی حقدار تھے کہ ان کو Retire کیا جاتا۔ اتنی محنت اٹھاتے تھے اتنی قوم کے لئے انہوں نے دکھ برداشت کئے اور ہمیشہ کرتے رہے اور اتنا مسلسل ان کے ذہنوں پر اوران کے اعصاب پر بوجھ رہا کے دنیاوی مشقتوں سے بڑھ کر ذہنی بوجھ ان کی صحتوں پر زیادہ اثر کرتا رہا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ مجھے تو ہود نے بوڑھا کر دیا۔ تین سورتیں اکٹھی ہیں تینوں کا ذکر ملتا ہے ایک حدیث میں ہے **شیبتنی الھود** کے مجھے تو سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا۔(ترمذی کتاب التفسیر حدیث نمبر:۲۲۱۹) یعنی لوگوں کو تو عمر بوڑھا کرتی ہے گزرتا ہوا وقت بوڑھا کرتا ہے یا جسمانی مشقتیں کرتی ہوں گی لیکن مجھے تو اس مضمون نے جو سورۃ ہود میں نازل ہوا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا کہ قومیں کس طرح ہلاک ہوا کرتی ہیں اس کی فکر نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تو انبیاء کے اوپر جو ذہنی بوجھ ہوتے ہیں وہ عام جسمانی بوجھوں سے بہت زیادہ ان کے اوپر Demanding ہوتے ہیں، ان کی صحت کے اوپر وہ ایسے گہرے بد اثر چھوڑتے ہیں کہ خدا کا فضل

اگر غیر معمولی شامل حال نہ ہوتو وہ اپنی ذمہ داری کو نباہ نہ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہایت پاکیزہ زندگی کے باوجود جو بظاہر عمر ہونی چاہئے اس سے پہلے بعض دفعہ وفات ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے ذمہ داری سے پہلے کے چالیس سال جس طرح پاکیزگی سے گزرے اور اس کے بعد جس طرح پاکیزگی سے ساری زندگی گزری اس میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمر بہت لمبی ہونی چاہئے اور پھر غذا میں بھی بہت ہی زیادہ سادگی اس حد تک کہ کسی قسم کی مضر غذا کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ پھر زیادہ کھانے کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن کم کھا کر اپنے آپ کو ایک ایسی زندگی کی عادت ڈال لینا انبیاء کا شیوا ہوا کرتا ہے کہ جس کے نتیجے میں ان کے جسم میں کوئی بھی زائد بوجھ نہیں رہتا ایک چربی کا قطرہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے جسم پر زائد بوجھ ہے۔

ان حالات میں بعض انبیاء کی عمریں بڑی لمبی بھی گزری ہیں لیکن جو سب سے عظیم الشان نبی دنیا میں پیدا ہوا یعنی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ آپ کی عمر ایک پہلو سے ساڑھے باسٹھ سال بنتی ہے یعنی سورج کے سالوں سے حساب کیا جائے تو ساٹھ سال بنتی ہے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کے اوپر بے انتہا ذہنی بوجھ تھے اتنے غیر معمولی عصابی تناؤ تھے کہ عبادت کے ذریعے وہ حل ہوتے رہتے تھے لیکن اس کے باوجود صحت کے لئے سب سے زیادہ مضر کردار اگر کسی چیز نے ادا کیا ہے تو آپ کی ذمہ داریوں نے ادا کیا ہے۔

پس اس پہلو سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو Retirement کا حق ہے تو انبیاء کو Retirement کا حق ہے لیکن آخری سانس تک آخری ہوش کے لمحے تک انبیاء اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں بلکہ بوجھ ان کے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کے حالات پر غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ پس اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ مذہبی دنیا میں ترقیات زندگی کے آخری سانس تک ہمارے لئے مقدر ہیں اور کوئی ترقی ایسی نہیں جو مفت میں حاصل ہو سکے۔ ہر ترقی کے لئے کچھ محنت کرنی پڑتی ہے، ہر ترقی کے لئے کچھ صرف کرنا ہوگا۔ یہ وہ ایک Scientific اصول ہے جس میں کوئی آپ استثناء نہیں دیکھیں گے۔ اگر فضل کا مضمون کسی کے ذہن میں آئے کہ وہ کیا چیز ہے؟ تو جو ترقی ملتی ہے وہ فضل سے ملتی ہے۔ محنت کے ساتھ اس قسم کی اس کو مناسبت نہیں ہے جیسے دنیاوی محنت میں عمل اور جزا کی ایک مناسبت ہوا کرتی ہے بلکہ روحانی

زندگی میں اور مذہبی زندگی میں ہم جتنی محنت کرتے ہیں اس سے کئی گناہ زیادہ اجر پاتے ہیں اس لئے وہ کئی گناہ زیادہ اجر پانا اور محدود محنت کا لامتناہی پھل ملنا یہ سارا فضل سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔

بہر حال اس تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا۔ میں متوجہ یہ کرنا چاہتا ہوں کے اگر جماعت احمدیہ میں سے کسی کو یا بعض کو یہ خیال ہو کہ یہ ابتلا کا دور لمبا ہو رہا ہے یا ایک جگہ کی بجائے دوسری جگہ بھی ابتلا شروع ہو گئے تو اس کے نتیجے میں خوف نہیں اس کے دل میں پیدا ہونا چاہئے، مایوسی پیدا نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ایسے ابتلا ساری مذہبی تاریخ گواہ ہے کہ مزید بلند تر منازل کی طرف لے جانے والے ہوا کرتے ہیں۔ لامذہب قوموں کے ابتلا بعض دفعہ ان کو ہلاک کر دیتے ہیں لیکن باخدا مذہبی قوموں کے ابتلا ان کو کبھی ہلاک نہیں کیا کرتے لازماً بلا استثناء ہمیشہ ہر ابتلا کے بعد وہ نئی قوت، نئی شان، نئی زندگی کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔ پس اس لئے ابتلا پر نظر کریں اور ان کے مقابلے کی کوشش کریں لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

ابھی پاکستان میں جو سلسلہ جاری ہے وہ تو جاری ہی ہے لیکن اب بنگلہ دیش کی طرف بھی بعض بیرونی ملانوں نے اور بعض بیرونی حکومتوں نے رخ کیا ہے اور بعض ایسے علاقے جہاں احمدیت سب سے پہلے ظاہر ہوئی تھی اور احمدیت کے لئے وہاں بنیاد بنے وہ آج کل ان کی شرارت کی توجہ کا مرکز ہیں۔ برہمن بڑیا اور اس کی گردماحول میں جماعتوں کا ایک گچھا ہے جو بڑی دیر سے قائم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور ان برہمن بڑیا سے فساد شروع کر کے اب ان مولویوں نے ان فسادات کو دیہات میں پہنچا دیا ہے اور بعض جگہ شدید مظالم کئے ہیں بعض نوجوانوں کو بھی، بوڑھوں کو بھی اتنا مارا گیا کہ گویا وہ یعنی موت کے کنارے پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا بعض ایسی حالت میں ملے بعض دوسروں کو کہ دد جس طرح کوئی سسک سسک کے دم توڑ رہا ہو ایسی حالت تھی اور خدا تعالیٰ نے فضل کیا وقت پر پھر ان کو ہسپتال بھی پہنچانے کا انتظام بھی ہو گیا اور بعض ابھی ہسپتالوں میں ہیں بعض ہسپتالوں سے فارغ ہو چکے ہیں لیکن ان پر جو دباؤ ہے وہ یہ ہے کہ ہم تمہیں مار مار کے ہلاک کر دیں گے جب تک تم مرتد نہ ہو اور وہاں خصوصیت کے ساتھ رخ ارتداد کی طرف ہے۔ پاکستان میں جو حالات ہیں ان میں اور ان حالات میں ایک فرق ہے۔ پاکستان میں کلمہ پڑھنے سے روکا جا رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب تک تم کلمے سے بعض نہیں آ ؤ گئے اس وقت تک ہم تمہیں مارتے

رہیں گے۔ وہاں وہ اپنی جہالت میں شاید یہ سمجھتے ہیں کے ہم کلمہ نہیں پڑھتے ، وہ کلمہ پڑھانے کے لئے مارتے ہیں اور جب کلمہ پڑھ کے سناتے ہیں احمدی تو کہتے ہیں کہ نہیں اس کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کا انکار بھی کرو لیکن میرے علم میں بنگلہ دیش میں کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی کلمہ پڑھتا ہو اس کے نتیجے میں اس کو سزا ملی ہو۔ دراصل تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کروانے کے لئے یہ سارے مظالم توڑے جارہے ہیں اور ایک آدھ جگہ ارتداد کی خبریں بھی ملی ہیں مثلاً برہمن بریا میں ایک دو ایسے اشخاص کے متعلق ارتداد کی ملی جو مظالم زیادہ برداشت نہیں کر سکے لیکن اس کے باوجود خوش کن پہلو یہ ہے کہ ان کے بیوی اور بچوں کے خطوط مجھے آنے شروع ہوئے اور انہوں نے اپنے خاوند سے یا اپنے باپ سے بیزاری کا اظہار کیا اور استغفار کے متعلق بتایا کہ مسلسل استغفار کر رہے ہیں آپ بھی ہمارے لئے دعا کریں۔ ہم تو یہ فیصلہ کر بیٹھے ہیں کہ اس کا مقدر اگر خراب ہوا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذلیل انجام سے بچائے اور جان بھی جائے تو تب بھی ہمارا ایمان سلامت رہے۔ اس قسم کے خط ملتے ہیں ان کی طرف سے۔

تو ارتداد ہے اگر تو بہت تھوڑا اور ایسا نہیں ہے کہ خاندان کے خاندان الگ ہو جائیں۔ دوسرے مرتدوں کے متعلق جو چند ہیں گنتی کے ان کے متعلق وہاں کی جماعت کی اطلاع یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو پہلے ہی نہ صرف یہ کہ جماعتی تعلق میں بہت کمزور تھے بلکہ بعض گندے کاروبار میں مصروف تھے۔ ایسے کاروبار تھے ان کے اور معاملات میں ایسے گندے تھے کہ ان کی وجہ سے جماعت پر داغ تھے۔ اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک لحاظ سے تو فرق نہیں پڑتا لیکن جب دشمن سے مقابلہ ہو رہا ہو صف آرائی ہو اسی مضمون پہ کہ ایمان سلامت رہتا ہے کہ نہیں رہتا ہے۔ اس وقت کمزور بھیجائے تو داغ ضرور پڑتا ہے اور تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اگر وہ ایسے تھے تو ان کو وقت کے او پر سنبھالنا چاہئے تھا، اگر ایسے تھے تو اس وقت ان کو کوشش کر لی چاہئے تھی واپس لانے کی۔ عدم توجہ کے نتیجہ میں اگر بیمار عضو بھی کاٹنا پڑے تو اس پر یہ کہہ کر تسلی کا اظہار کرنا کہ بیمار تھا کاٹا گیا یہ تو بڑی بیوقوفی ہے۔ بیمار تو تھا لیکن کاٹنے کی نوبت کیوں آئی اور اگر سب کوششیں کر لیں گئیں اور اس کے باوجود ایسا ہوا جیسے بعض دفعہ ہوا کرتا ہے انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔ بعض بدنصیب ہیں جنہوں نے بدنصیب ہی رہنا ہے تو پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری طرف سے پوری کوشش ہوئی لیکن یہ بچ

نہیں سکا۔اس کے باوجود دل میں دکھ ہوتا ہے۔ایک احمدی بھی کہیں دنیا میں ضائع ہو چاہئے ہماری غفلت کی وجہ سے یا اپنی بدنصیبی کی وجہ سے تو اس کا دکھ پہنچتا ہے۔اس لئے جو بھی احمدی جہاں ضائع ہوں ان کو واپس لانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور یہ کہہ کر معاملے کو ختم نہیں سمجھنا چاہئے کے گندہ تھا نکل گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجھے یقین ہے ان کی اطلاع درست ہوگی اگر چند گندے آدمی جماعت سے الگ ہو جائیں تو اس سے مایوسی بہر حال نہیں ہونی چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر ارتداد کے بعد اللہ تعالیٰ کثرت سے دوسرے پھل عطا فرمائے گا جو پہلوں سے بہتر ہوں گے۔اس لئے خدا تعالیٰ کا جو وعدہ ہے وہ تو جماعت احمدیہ کے حق میں پہلے بھی پورا ہوتا رہا ہے آئندہ بھی انشاءاللہ ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا۔اس بارے میں ہمیں کوئی بھی کسی قسم کا شک نہیں ہے بلکہ شک کرنا بھی اپنے نفس کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت کا خدا کی تائید کا ہاتھ جماعت کے ساتھ اتنا واضح ہے، اتنا کھلا ہے اس طرح بار بار ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بعد بہت ہی کوئی بدنصیب انسان ہوگا جو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر شک کرے۔اس لئے ہمیں تو کوئی شک نہیں اس بات میں کہ لازماً پہلے سے بہت بڑھ کر جماعت احمدیہ کو انفرادی قوت بھی نصیب ہوگی اور روحانی قوت بھی نصیب ہوگی اور اخلاقی لحاظ سے بھی جماعت پہلے سے بہت سے بہت زیادہ ترقی کرے گی لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے یہ امید بھی صرف کافی نہیں ہے اس امید کے ساتھ ہمیں اپنی کوششوں کو پہلے سے زیادہ تیز کرنا چاہئے ہر ٹھوکر کے بعد اپنی رفتار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ہر تکلیف کے بعد یہ سوچنا چاہئے کہ آئندہ ایسی تکلیف کی راہ کیسے بند کی جائے،اس کے ازالے کی کوشش کرنی چاہئے۔اس لئے جہاں جہاں بھی جماعت میں کہیں ارتداد ہو یا کمزوریاں دکھائی گئیں ہیں وہاں کی انتظامیہ کو اور بحیثیت ملک سارے ملک کی انتظامیہ کو آئندہ کے لئے جماعتی حفاظت کے لئے بہتر سامان پیدا کرنے چاہئے اور سب سے بہتر روحانی حفاظت کا سامان نیکیوں کی عادت ڈالنے سے ہوتا ہے۔نصیحت سے نہیں ہوا کرتا اتنا یعنی اگر یہ نصیحت کی جائے تم لوگ مرتد نہ ہو کمزوری نہ دکھاؤ کچھ اثر تو ضرور ہوتا ہوگا لیکن سب سے زیادہ انسان کی ابتلا میں حفاظت کرنے والی چیز اس کی وہ نیکیاں ہیں جو پہلے سے جاری ہوں اور ان نیکیوں کو نئی جلا ملتی ہے ابتلا میں اور اگر اندر سے کوئی کھایا ہوا وجود ہے تو وہ اس کا کھوکھلا پن ظاہر ہو جایا

کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس جہت سے جماعتوں کو پروگرام بنانا چاہئے کہ جہاں جہاں بھی ابتلا کے بادل ہیں وہاں خصوصیت کے ساتھ جماعت کی روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر نمازوں میں کمزوری ہے تو ان کو نمازوں میں قائم کیا جائے، اگر مالی قربانی میں کمزوری ہے تو مالی قربانی میں ان کا قدم آگے بڑھایا جائے، اگر نظریاتی لحاظ سے علم کی کمی کی وجہ سے کمزوری ہے تو پھر علم کی کمی پوری کرنی چاہئے۔ تو بہر حال جہاں بھی دشمن حملہ کرے اس کی جوابی کاروائی کے لئے ٹھنڈے مزاج کے ساتھ پوری تفصیل کے ساتھ غور کے بعد ایک جوابی کاروائی طے ہونی چاہئے۔

جہاں تک عمومی طور پر ساری دنیا کی جماعت کے ردعمل کا تعلق ہے اس میں سب سے پہلے میں آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جہاں تک ان اطلاعوں کے نتیجے میں دنیاوی کوششوں کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلا تاخیر جس وقت کوئی بری اطلاع آتی ہے جوابی کاروائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور ہر امکانی جہت میں شروع ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک انسانی عقل کام کرتی ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ راہنمائی عطا فرماتا ہے میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا جاتا جہاں انسانی کوشش ہو سکتی ہے اور جماعت نہ کرے لیکن میرا یہ تجربہ ہے کہ انسانی ساری کوششیں ایسے موقعوں پر بیکار جاتی ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کے نتیجے میں ہم کرتے ہیں اور اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ہم خدا کے قانون سے بالا نہیں ہیں۔ ہمیں لازماً جو کچھ ہم کر سکتے ہمیں کرنا ہوگا لیکن ہمیشہ مسائل دعا سے حل ہوتے ہیں اور جب یہ ساری کوششیں بالکل بیکار ہو جاتی ہیں جب ایسی پتھر کی دیوار سامنے نظر آتی ہے کہ آگے کوئی رستہ دکھائی نہ دے اس وقت ایک ہی گُر ہے جو کارآمد ثابت ہوتا ہے اور وہ دعا کا ہے۔ ایک ہی ہتھیار ہے جو ان روکوں کو توڑ دیتا ہے پاش پاش کر دیتا ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے اور اس وقت پھر خدا تعالیٰ کی قدرت جس طرح عجیب رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اس سے جو لذت پیدا ہوتی ہے اس کا کوئی عام دنیاوی کوششوں کی کامیابی کی لذت سے کوئی مقابلہ نہیں جو روحانی ہتھیار یعنی دعا کے ذریعے انسان کو کامیابی سے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کو سب سے پہلے اور سب سے اہم دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہ ابتلا بڑھ رہے ہیں اور پھیل رہے ہیں اور اس کے پیچھے بڑی بڑی حکومتوں کی سازشیں ہیں جن کی اطلاعیں جماعت کو مل رہی ہیں اور جو جماعت مقابل پہ کوشش کر سکتی ہے کر رہی ہے لیکن یہ مسائل دعا

کے بغیر حل نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل آپ مانگیں گے تو وہ نازل ہوگا۔ کچھ فضل بن مانگے نازل ہوا کرتے ہیں رحمان کے لیکن کچھ ایسا ہیں جن کا رحیمیت سے تعلق ہے اور ابتلا کے دور کا رحیمیت سے گہرا تعلق ہے اس کی تفصیل میں اس وقت جانے کا وقت نہیں ہے کیونکہ ایک تفصیلی مضمون ہے لیکن اتنا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ابتلا کے ادوار کا رحیمیت سے گہرا تعلق ہوا کرتا ہے اور رحیمیت کے لئے آپ کو مانگنا پڑے گا بن مانگے نہیں ملے گا۔ اپنے نیک اعمال کے ذریعے مانگنا ہوگا اپنی زبان کے ذریعے، اپنے دل کے ذریعے جو کچھ بھی آپ کے بس میں ہے جس رنگ کی عاجزی کی دعا آپ کر سکتے ہیں ویسی دعا کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان خطرناک راستوں سے بڑی کامیابی کے ساتھ اور اطمینان کے ساتھ آگے گزارتا ہے۔

دوسری بات جو عمومی طور پر جماعت کر سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں جس قسم کی مخالفانہ کوشش ہو اس کے جواب میں ساری جماعت دنیا میں ہر جگہ اپنے معیار کو بڑھا دے اور پہلے سے زیادہ نیکیاں اختیار کرے۔ اگر مساجد توڑی جا رہی ہیں، مساجد برباد کی جارہی ہیں تو مساجد بڑھنی چاہئیں، اگر غرباء کے گھر برباد کئے جارہے ہیں تو غرباء کے گھروں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یعنی جس رنگ میں بھی دشمن ظلم کرتا ہے اس کی جوابی کاروائی براہِ راست ساری دنیا میں جماعت کر سکتی ہے اور وہ نیکیوں کے ذریعے ہے اسی قسم کی نیکیوں کے ذریعے جن کا ابتلا کے ساتھ ایک قدرتی تعلق ہے۔

چنانچہ اس ابتلا میں بنگلہ دیش میں خصوصیت کے ساتھ ایک انہوں نے مسجدوں پر حملہ کیا ہے اور ایک غرباء کے گھروں پر اور غرباء کی تجارتوں پر۔ اس لئے ہمیں اس کے ردّعمل کے طور پر دو طرح سے ساری دنیا میں اپنی بعض نیکیوں کو خصوصیت سے آگے بڑھانا چاہئے۔ مسجد سے تعلق کو بڑھانا چاہئے۔ جہاں جہاں مساجد ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی نصیحت کی تھی ان کی زینت کی طرف توجہ کرنی چاہئے ان کی صفائی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ جہاں جہاں مساجد نہیں ہیں اور جماعتیں ہیں خواہ چھوٹی ہی ہوں وہاں مساجد بنی چاہئیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ جو اطلاعیں مل رہی ہیں گزشتہ چند مہینے میں خدا کے فضل سے جماعت کی مسجدوں کی طرف بڑی غیر معمولی توجہ ہوئی ہے، بن رہی ہیں لیکن چونکہ مسجدوں پر خصوصیت سے حملہ ہے اس لئے اور زیادہ تیزی کے ساتھ ہمیں بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اگر بڑی مسجد نہیں بنا سکتے تو جھونپڑی والی مسجد بنالیں لیکن مسجدوں کی تعداد میں غیر معمولی

اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

غرباء کے گھر لوٹے جارہے ہیں تو غرباء کی طرف توجہ کریں جہاں جہاں جماعتیں ہیں وہ اپنے غرباء کا خیال رکھیں، ان کی مصیبتیں دور کرنے کی کوشش کریں، جن کے پاس ذریعہ معاش نہیں ہے ان کو ذریعہ معاش مہیا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جن کے پاس گھر نہیں ہیں ان کے گھر بنا کے دیئے جائیں۔

یہ بظاہر بنگلہ دیش سے دور ہزاروں میل دور ایک واقعہ ہورہا ہوگا کہیں چھوٹی سی مسجد بن رہی ہے، کہیں کسی غریب کے گھر کی مرمت میں جماعت کوشش کررہی ہے، کہیں اس کو نیا گھر بنا کے دے رہی ہے۔ یہ جو واقعات ہیں بظاہر ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ہزاروں میل کے فاصلے پر ایک واقعہ چھوٹا سا ہورہا ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کے خدا کی تقدیر میں ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے جس قسم کا حملہ ہوا اس کی جوابی اصلاحی کارروائی کرنا اور نیکی میں اسی میدان میں آگے قدم بڑھانا یہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ اس لئے اگر آپ ایسا کریں گے تو خدا کی تقدیر ایسی کمزور جگہوں سے بھی آپ کی مسجدوں کی حفاظت کرے گی جہاں آپ کی طاقت پہنچ نہیں سکتی۔ جہاں آپ کی طاقت ہے وہاں مسجدوں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کریں جہاں آپ کی طاقت نہیں ہے وہاں خدا آپ کی محبت کو پہنچائے گا اور آپ کی محبت پر کرم اور رحم کی نظر کرتے ہوئے ان کمزور جگہوں سے بھی آپ کی مسجدوں کی حفاظت کرے گا۔ اگر آپ ان غریب گھروں کو مسمار ہونے سے نہیں بچاسکتے جن تک پہنچنا آپ کی طاقت میں نہیں ہے تو جن غریبوں تک پہنچنا آپ کی طاقت میں ہے ان کے گھروں کے لئے کچھ کوشش کریں کچھ جدوجہد کریں کچھ ان کا انتظام کریں اور پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی تقدیر کمزور جگہوں سے بھی احمدی غرباء کے گھروں کی حفاظت فرمائے گی۔ یہ ایک بالکل قطعی بات ہے اس میں کوئی افسانوی پہلو نہیں ہے۔ اتنی قطعی ہے جس طرح آپ مجھے دیکھ رہے ہیں اس وقت جو میرے سامنے بیٹھے ہیں یا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ لازماً ایسا ہوتا رہا ہے ایسا ہی ہوگا آئندہ بھی انشاءاللہ۔ اس لئے ان دو امور کی طرف میں خصوصیت سے آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

مسجدوں کے ضمن میں ایک ہالینڈ کی مسجد کا واقعہ گزرا تھا جو میں نے آپ کو بتایا ہے کیونکہ یہ سازش بین الاقوامی ہے اس کے پیچھے بعض بڑی بڑی حکومتوں کا اور بڑی بڑی مالدار حکومتوں کا ہاتھ

ہے۔اس لئے یہ ہر جگہ پہنچیں گے ہر جگہ شرارت کریں گے۔ جہاں بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے شرارت نہیں ہے وہاں کی جماعت کو بیدار مغز بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ساری دنیا کی جماعتوں کو ہدایت دی تھی کہ اپنے اتنے قیمتی مسوادات کی بھی حفاظت کا انتظام کریں اور اپنے مساجد کی حفاظت کا پہلے سے بہتر انتظام کریں یہ بھی اسی اسکیم کا ایک حصہ ہے۔لیکن بہر حال جن مساجد کو نقصان پہنچا ہے ان کی تعمیر نو میں بھی ہمیں جہاں تک کسی کو توفیق ہو حصہ لینا چاہئے۔ چنانچہ ہالینڈ کی مسجد کے لئے میں نے اعلان کیا تھا کہ جن دوستوں کو توفیق ہے وہ اس سے پہلے سے بہت زیادہ شاندار بنانے کے لئے اگر خدا کی راہ میں کچھ خرچ کر سکتے ہیں تو کریں۔اسی طرح بنگلہ دیش کی مساجد میں جب بھی خدا توفیق دے گا ہمیں ان کو نہ صرف یہ کہ دوبارہ بحال کرنا ہے بلکہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھانا ہے اور اگر کوئی معمولی چھپروں کی مسجد تھی اسے پختہ بنا کے دینا ہے۔ چند نمازی نماز پڑھ سکتے تھے تو کئی گنا زیادہ نمازیوں کے لئے گنجائش پیدا کرنی ہے۔ کوئی ایک جگہ بھی دنیا میں ایسی نہیں جہاں احمدی مسجد پہ حملہ ہوا ہو اور جواباً ہم نے اس سے زیادہ تر وسیع مسجد بنانے کی کوشش نہیں کر لی۔ یہ تو لمبے فاصلے ہیں، لمبے سفر ہیں انشاء اللہ اسی طرح ہم یہ سفر آگے کرتے چلے جائیں گے۔

جماعت کا جہاں تک تعلق ہے اپنے طور پر اپنے علاقوں میں مسجدوں کے علاوہ بھی جن مسجدوں کو نقصان پہنچا ہے ان کے لئے کچھ حصہ لیں۔اس ضمن میں ایک تاکید ہے کہ جن احباب نے صد سالہ جوبلی میں ابھی اپنے بقایا ادا کرنے ہیں یا بعض اور کسی بڑی تحریک میں اپنا چندہ ابھی ادا کرنے والا باقی ہے وہ سوائے اس کے کہ تبرک کے طور پر بالکل معمولی حصہ لیں پہلے اپنے بقایا ادا کریں پھر نئی تحریکات میں حصہ لیں۔

صد سالہ جوبلی کے کام بھی بہت زیادہ ہیں اور بڑے Demanding ہیں یعنی ان کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے کام بہت زیادہ ہیں اخراجات بہت ہیں اٹھنے والے اس لئے اس چندے کو تو بہر حال اہمیت دینی چاہئے۔جن کے بقایا ہیں وہ پہلے بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ کریں پھر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو پھر ان تحریکات میں بھی شامل ہو جائیں۔

تو مسجد کے لئے میں اپنی طرف سے ان مساجد کی تعمیر کے لئے جن پر دشمن حملہ کرتا ہے ایک ہزار پونڈ کا اپنی طرف سے میں وعدہ پیش کر چکا ہوں اور بتانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ کئی

دفعہ میرا تجربہ ہے کے جب میں اپنا چندہ بتا دوں تو جماعت بہت تیزی سے آگے بڑھتی ہے جب میں مخفی رکھوں تو اس بارے میں خاموش رہتی ہے شاید ان کو یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کے میں جہاں چندہ نہیں لکھواتا وہاں اہمیت نہیں دیتا اس کو خاص حالانکہ ضروری نہیں ہوتا کہ انسان بتا کے چندہ دے۔ تو بعض چندے ایسے ہیں جن میں چونکہ جماعت کو بتایا نہیں گیا، میں نے فہرستوں کا جب جائزہ لیا تو ان میں کوئی توجہ نہیں تھی جماعت کی جہاں بتایا گیا ہے وہاں غیر معمولی طور پر قربانی میں جماعت آگے بڑھی ہے۔ تو یہ ممکن ہے ایک طبعی فطری بات ہو۔ اس لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اسی نسبت سے آپ بھی اپنی توفیق کے مطابق جس حد تک حصہ لے سکتے ہیں لیں لیکن وہی جو پہلے صد سالہ جوبلی کے چندہ ادا کر چکے ہوں۔

دوسرا بیوت الحمد کا معاملہ ہے۔ بیوت الحمد میں ہماری کوشش ہے کہ ایک سو مکان غرباء کو یا ایسے دین کی خدمت کرنے والوں کو جن کو توفیق نہیں ہے اپنے مکان بنانے کی ان کو بنا کر مکمل پیش کریں۔ یہ تحریک چار سال پہلے پیش کی گئی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے بڑا ہی اچھا ردّعمل دکھایا اور کثرت سے اتنے وعدے موصول ہوئے کہ ہمارا خیال تھا کہ اوسطاً اگر سارے اخراجات ملا کر ایک لاکھ میں ایک مکان پڑے تو ایک کروڑ روپیہ چاہئے ہوگا اور وعدے خدا کے فضل سے ایک کروڑ سے زیادہ کے آگئے لیکن ایک بات ہماری نظر سے رہ گئی تھی وہ یہ کہ اس سکیم کا ایک یہ بھی حصہ تھا کہ وہ غرباء جن کو پورے مکان کی ضرورت نہ ہو لیکن ان کا مکان ناکافی ہو یا چار دیواری نہ بنا سکے ہوں یا غسل خانہ وغیرہ نہ بنا سکے ہوں یا ایک ہی کمرہ ہے اور خاندان بڑا ہے ان کی جزوی مدد بھی کی جائے گی اور جزوی مدد میں کسی کو کمرہ بنا دیا جائے گا کسی کو چار دیواری بنا دی جائے گی۔ تو یہ مجھے اندازہ نہیں تھا اس حصے پر کتنا زیادہ خرچ ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر روپیہ اسی حصے پر خرچ ہو چکا ہے اور سو نہیں بلکہ کئی سو مکان ایسے ہیں غرباء کے جن کو کسی کو چار دیواری بنا دی گئی، کسی کو باورچی خانہ بنا کر دیا گیا، کسی کو زائد کمرہ بنا کے دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سکیم کا جو فیض ذہن میں تھا اس سے زیادہ فیض پہنچ چکا ہے۔ اس وقت جماعت کو تحریض دلانے کی خاطر دو تین سال کے بعد میں نے اپنا چندہ دگنا کر دیا تھا یعنی ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ کر دیا تھا تا کہ دو مکان اگر میں بنا کے دیتا ہوں تو جو صاحبِ توفیق ہیں وہ بھی اس معاملے میں آگے قدم بڑھائیں۔ اب جب

جائزہ لیا ہے تو ابھی بھی اور ضرورت ہے اس لئے میں اپنی طرف سے ایک اور مکان کا خرچ پیش کرتا ہوں اور جن دوستوں کو توفیق ہے کہ وہ ایک مکان کا خرچ پیش کر سکیں یا جن جماعتوں کو توفیق ہے کہ وہ ایک مکان کا خرچ پیش کر سکیں ان کو بھی اجازت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ صد سالہ جوبلی کے بقایا دار نہ ہوں اور بیوت الحمد کی تحریک کے بقایا دار نہ ہوں۔ پہلے پرانے وعدے پورے کریں پھر خدا توفیق عطا فرمائے تو پھر بے شک آگے بڑھیں۔

ایک تیسری تحریک یہ ہے کہ ہندستان میں ہم نے شدھی کی جوابی کاروائی شروع کی تھی اور اس کا بھی موجودہ مخالفانہ کوششوں کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ وہ ہمیں مرتد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا طبعی قدرتی جواب یہ کہ جہاں جہاں مسلمان کو مرتد بنانے کی کوشش کی جارہی ہے وہاں اس ارتداد کو روک دیں اور اپنے بھائیوں کو تقویت دیں اور ان کو اپنے ایمان پہ مستحکم کریں۔ چنانچہ یہ تیسری جوابی عمومی کاروائی ہے جس میں ساری دنیا کی جماعت کو میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ اکثر حصہ تو ہندستان سے تعلق رکھتا ہے واقفِ زندگیوں کا آگے آنا اور انتظامی کوششیں کرنا۔ ان سب کا تعلق صرف ہندوستان سے ہے ان باتوں کا لیکن مالی امداد دینا شدھی کی تحریک کو اس میں تو ساری دنیا کی جماعتیں شامل ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اس طرف بھی ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔

خلاصہ اس وقت تک کے کام کا یہ ہے کہ اس سے پہلے ہندوستان کی بڑی بڑی مذہبی جماعتیں جو شدھی کے میدان میں داخل ہوئی تھیں اور ان کے پیچھے بعض حکومتوں کے روپے بھی تھے، بعض بڑے بڑے تاجروں کے روپے بھی تھے ان کی طرف سے کوئی مؤثر کاروائی نہیں ہو سکی۔ لیکن جب سے جماعت احمدیہ اس میدان میں داخل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی اثر ظاہر ہوا ہے۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس علاقے کے ایک بہت ہی بڑے معزز مسلمان جو اپنے رسوخ کے لحاظ سے اس سارے علاقے میں سب سے، اس وقت، بڑے کہے جا سکتے ہیں ان کا مجھے خط آیا کہ میں فلاں شخص ہوں اور یہ یہ میرے کام ہیں اور اس قسم کا میرا رسوخ ہے میں احمدی نہیں ہوں آپ کو علم ہے لیکن میں شدھی کی تحریک کی جوابی کاروائی کے متعلق آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ میرا علاقہ ہے اس سے ذاتی طور پر متعلق ہوں اس لئے میں بڑی فکر سے یہ دیکھتا رہا کہ بعض علماء نے بعض جماعتوں نے جوابی کاروائی کی کوشش کی لیکن کوئی اس کا اثر نہیں تھا، کچھ نہ کچھ کوئی

اثر تو نہیں کہا انہوں نے یعنی بہت معمولی اثر ظاہر ہوا ہے اور بہت سے آتے تھے اور تھک کے چلے جاتے تھے۔ پھر جب آپ نے تحریک کی تو اس وقت قادیان حرکت میں آیا اور ہندوستان کی احمدی جماعتوں نے اپنے نمائندے بھیجنے شروع کئے اور جب وہ آئے تو اس وقت نمایاں طور پر نیک اثر ظاہر ہونے شروع ہوئے اور ایک بڑے علاقے میں جہاں انہوں نے کام شروع کیا ہے وہاں ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے شدھی کی تحریک کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے اور مسلمان میں اب نیا حوصلہ پیدا ہونا شروع ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھے یہ دیکھ کر اتنا شوق پیدا ہوا کہ یہ کیسی جماعت ہے میں ذرا دیکھوں تو سہی کہ میں نے فیصلہ کیا کہ میں قادیان ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں قادیان گیا اور جو کچھ ان لوگوں کی زبانی میں سنتا تھا جو یہاں کام کرنے آتے تھے اس سے بہت زیادہ بہتر پایا قادیان کو۔ ایک ایسا ماحول تھا جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور میں بہت ہی مطمئن اور خوش ہو کر یہاں آیا ہوں اور میری امید اب اس میدان میں صرف جماعت احمدیہ پر ہے۔ اس لئے میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں کہ آپ جو نیک سکیم بناتے ہیں اس میں میرا ہر قسم کا تعاون شامل ہوگا اور یہ یہ میری تجویزیں ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مفید ہیں تو ان پر بھی عمل کریں۔

تو یہ ایک غیر احمدی ایسے دوست جو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت با اثر بارسوخ وسیع علاقے پر اثر رکھنے والے دوست ہیں ان کے تاثرات ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام تو ہو رہا ہے لیکن جو اس کام میں نئے مطالبات سامنے آرہے ہیں، نئے میدان سامنے آرہے ہیں ان کے نتیجے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بیرونی طور پر اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے مالی مدد ضرور دینی پڑے گی کیونکہ موجودہ طور پر ہندستان کی جماعتیں اتنی استطاعت نہیں رکھتیں۔

تو اس ضمن میں بھی میں اپنی طرف سے ایک ہزار پونڈ کا وعدہ کرتا ہوں اور ساری جماعت میں جو صاحب استطاعت ہیں اور جو اپنے پرانے اہم وعدے پورے کر چکے ہیں ان کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ جس حد تک اللہ توفیق دے اس میں حصہ لیں اور جو بقایا دار ہیں یعنی صد سالہ جوبلی کے یا بیوت الحمد کے ان کو چاہئے کہ ثواب کی خاطر یا اپنے اس خیال سے کہ نفس بالکل محروم نہ رہے ٹوکن کے طور پر بے شک کچھ دے دیں۔ اس سے میں نہیں روکتا نہ جماعت کو ان کو روکنا چاہئے۔ بعض مجبوریوں کے پیش نظر بقایا دار ہو جاتے ہیں وہ آہستہ آہستہ ادا کریں گے۔ اس لئے ان کلیۃً نیکی سے

محروم کرنے کا تو ہمیں حق نہیں ہے اس لئے ایسے دوستوں کی خاطر میں یہ اعلان کرتا ہوں جماعتیں ان کو روکیں نہیں زبردستی کہ ہم بالکل نہیں لیں گے بلکہ ٹوکن کے طور پر جوان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالے اپنے دل کی تسکین کی خاطر وہ بھی اس تحریک میں کچھ نہ کچھ حصہ لے سکتے ہیں۔

تو یہ وہ جوابی کاروائی ہے جو بنگلہ دیش کی اطلاعات کے نتیجے میں میں بطور پروگرام کے جماعت کو دیتا ہوں۔ وہ دکھ پہنچانے میں آگے بڑھتے رہیں ہم بنی نوع انسان کو آرام پہنچانے میں آگے بڑھتے رہیں، وہ مسجدیں گرانے میں بدبختی میں آگے بڑھتے رہیں۔ ہم مسجدیں تعمیر کرنے اور مسجدوں کو پہلے سے بڑھ کر صاف ستھرا کرنے اور سجانے میں آگے بڑھتے رہیں گے۔ وہ مسلمانوں کو مرتد کرنے میں آگے بڑھتے رہیں، ان کا یہی نصیب ہے، ہم مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے آگے بڑھتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور ان سارے کاموں میں کوششوں سے بہت بڑھ کر دعاؤں نے ہماری مدد کرنی ہے اس لئے دعاؤں کو ہرگز نہ بھولیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

ابھی جمعہ کے بعد جیسے کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے نماز جنازہ غائب ہوگی چونکہ فہرست لمبی تھی اس لئے میں نے کہا تھا کہ وہ پہلے ہی فہرست پڑھ کے سنادی جائے بجائے اس کے کہ ہر جمعہ نماز جنازہ غائب ادا کی جائے جن لوگوں کی خواہش ہوتی ہے اور میرا خیال ہے دو تین جمعوں کے بعد اکٹھا ان کی فہرست اکٹھی سنادی جایا کرے اور ان سب کو اکٹھا اس میں شامل کر لیا جایا کرے۔ فہرست سنادی گئی ہے تو انشاء اللہ نماز جمعہ کے معاً بعد نماز جنازہ غائب ہوگی۔